خانقاہِ معلیٰ حضرت

زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوش ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبر کے قدم (اقبال)

مرتبہ:- سعد الدین - تارہ بلی

ٹریکٹ نمبر ۱ انگریزی قیمت ۳؍
ٹریکٹ نمبر ۲ اردو ۲؍

قیمت ۲؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

بروزگہ او بصدق آیم ۔
ایں سنگِ درش بجبہہ سائیم (صرفی)

اقوام ہوں یا افراد انکی زندگیوں میں مقامات تغیر ہیں متقضای فطرت ہے کہ ہر ایک پرانا نظام بدل جاتا ہے ۔ اور اسکی جگہ ایک نیا نظام قایم ہو جاتا ہے لیکن وقت تغیر مشاہدہ کیے بغیر آگے بڑھتا جاتا ہے ۔ انقضای وقت پر تغیر اپنی جدت اور کشش کو چاند کی دلربائی کی طرح کھو بیٹھتا ہے

بہت کم ایسے واقعات ہیں جو صفحات دہر پر باقی رہ جاتے ہیں ۔ اور ایسے سانحات جو حرف غلط کی طرح محو ہو جاتے ہیں بے شمار ہیں ۔ ایک واقعہ دوسرے کے بعد بحیثیت علت و معلول سبب اور نتیجہ کے مسلسل رونما ہوتا ہے اور فطرت کا یہ قانون ہر جگہ نمایاں اور اٹل ہے برفانی موسم کے بعد خوشگوار اور معطر بہار اپنی تمام دلفریبیوں کے ساتھ آتا ہے ۔ اور اس کے بعد موسم گرما

حدت و تمازت کا سماں دکھاتا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر حال ماضی کے کنج خمول میں ناپید ہو جاتا ہے

باوجود اس کے بعض واقعات اور سانحات ایسے ہیں۔ جن کا دوام و بقا قوموں کا فرض ہے۔ وقت کے متخلل اور تباہ کن اثرات ان کے سامنے بے اثر ہو جاتے ہیں۔ اور باوجود ذہن حافظہ کے وہ حتی الامکان صفحات دہر پر اور لوگوں کے دماغ میں محفوظ رہ جاتے ہیں۔ یہی نسلاً بعد نسل اہم متبرک اور عزیز ترین ودیعتوں کی صورت میں منتقل ہو جاتے ہیں

دنیا کی یادگاریں مختلف اقسام پر مشتمل ہیں۔ اول وہ جو شاہان قدیم نے اپنی شان و شوکت تزک و احتشام طنطنہ و دبدبہ کو دوام دینے کیلئے تعمیر کیں۔ دوم وہ جو مختلف اقوام و ملل کے فنون لطیفہ یعنی فن تعمیر، فن سنگتراشی یا تہذیب کے استقلال و استدام کیلئے بنائی گئیں۔ اور سوم وہ جو مذہبی رسوم اور مختلف مذاہب کے قیام کی یاد تازہ بنانیکا کام دیتی ہیں۔ موخر الذکر کے اثرات اور نتایج دوررس اور سب سے زیادہ مستقل ہیں۔ اور روئے زمین پر ایسی عمارتیں معبدوں کی شان و شوکت اور ان مذاہب کے اشاعت کرنے والوں کی پاکیزگی مذہبی گرمجوشی اور تزکیہ نفس کو ظاہر کرتی ہیں۔ بلکہ مذاہب کے استحکام میں کسی

حد تک یہی وہ یقیناً ذمہ وار ہیں۔

کشمیر جو کہ ولیوں، ریشیوں اور منیوں کا ملجا و ماوا ہے۔ اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ مختلف قرنوں میں قدما نے اس مسرت افزا ملک میں منادر معابد مساجد و زیارتگاہ تعمیر کئے۔ یوں تو مختلف مورخ اپنے تصانیف میں ان مختلف منادر کی شان و شوکت اور استعمار دلفریبی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو عہد قدیم میں یہاں تعمیر ہوئے تھے۔ لیکن کلھن راج ترنگنی میں ان تمام معابد کا دلکش پیرایہ میں نقشہ کھینچتا ہے

اس رسالہ میں بھی دور جدید کے ایک معبد کا مختصر تذکرہ کرنا مطلوب ہے جس سے کہ اس جنت نظیر ملک میں اسلام کا دبدبہ قیام قیامت تک جاری و اور جو کہ زبان حال سے بابانگ دہل کہتا ہے ؎

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

مسلمانان کشمیر (جو کہ ملک کی اکثریت ہے) کی تاریخ بھی ایسی واقعات و سانحات سے مملو ہے۔ جن کو وہ احترام و اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان واقعات میں سے ایک واقعہ اپنا اہم قابل یادداشت و نگہداشت اور ایسا عزیز ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان کے دل و دماغ میں اسکو ہر چیز سے زیادہ وقعت زیادہ تقدس

اور زیادہ عزت حاصل ہے۔ یہی واقعہ ملک کی تاریخ میں ایک زبردست نقطہ تغیر ہے مختصراً یہ واقعہ جس میں کہ اہل کشمیر کی دنیوی و عقبوی بہبودی مرکوز و مضمر تھی۔ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک بزرگ کی تبلیغ اسلام کیلئے یہاں پہلی دفعہ تشریف آوری ہے۔ ان کا یہاں نزول اجلال فرمانا اور اس کے ساتھ تائید ایزدی کی توفیق اور اُنکی رشد و ہدایت سے ہزاروں لوگوں کا حلقہ بگوش اسلام ہو جانا ان معترضین کیلئے اسلام کی حقانیت کا ایک دندان شکن ثبوت ہے جو آئے دن کہتے پھرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ تاریخ اسلام میں لاکھوں ایسی نظیریں موجود ہیں۔ جہاں فضلا۔ نجبا۔ بدلا۔ و عرفا کے روحانی توجہات سے اور جذب قلوب سے غیر مذاہب خود بخود گرویدہ اسلام ہوئے۔ صاحب موصوف سکندر وغیرہ کیطرح فاتح نہ تھے۔ جو مفتوح اقوام کو اپنا رویہ اور عمل اختیار کرنے پر مجبور کر لیتے۔ بلکہ انہوں نے چند ایک مریدوں اور رشتہ داروں کی قلیل جمعیت کے ساتھ اپنے وطن مالوف سے مہاجرت اختیار کر لی تھی۔ معجز نما اور حیرتناک کامیابی سے انہوں نے بے شمار باشندے حلقہ بگوش اسلام بنائے۔ ان کیلئے ایک مذہبی مرکز قایم کرنے اسلامی تہذیب کو فروغ دینے اور اصول اسلام کو پختہ طور ذہن نشین کرنے کیلئے ایک معبد کو قایم کرنا ضروری اور لابدی سمجھا۔ اس بات پر مسلمانان کشمیر

خواص و عوام متفق الرای اور معتقد ہیں کہ حضرت سید علی شاہ ہمدان رضؓ نے واقعہ میں دیکھا کہ انہیں اپنے جد امجد خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃً للعالمین صؐ اس معبد کے محل وقوع پر جس کا پوجاری اور اس کے ہزاروں چیلے مسلمان ہو گئے۔ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ اور اپنے دست مبارک سے مسجد مرلور کی حد بندی فرما رہے ہیں اور بنیاد ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں روحانی ارشادات کے ماتحت خانقاہ معلے کی ابتدائی تعمیر شروع ہوئی۔ یہی وہ خانقاہ فیض پناہ ہے جس کی تعمیر اولیائی نامدار سادات کبار و فضلای روزگار اور امرائے باوقار کے ہاتھوں سے ہوئی۔ جیسے حضرت سید محمد لورستانی، خواجہ صدرالدین خراسانی و دیگر خلفای حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور حضرت میر سید محمد ہمدانی رضؓ جیسی مقدس ہستیوں نے سرگرم حصہ لیا۔ اس سے اس کعبہ ثانی کی تقدس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اس رسالے کی غرض وغایت ان زائرین کے تعجاب کو دور کرنا ہے جو دور دراز ملکوں سے اسکی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ اور اس واجب الاحترام معبد کے بارے میں ایک مختصر تاریخی تحریر نہ ہونے کی وجہ سے کبیدہ خاطر واپس جاتے ہیں اسلئے اس رسالے سے اس زیارت کے متعلق مجملاً مختصر صحیح تاریخی حالات ملنے کی توقع کیجا سکتی ہے۔ نہ کہ مفصل حالات کی۔ اس رسالے کا مصنف اس مدعا میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ معزز قارئین کے قوت ادراک پر چھوڑا جاتا ہے +

اس مقام پر جہاں آج عظیم الشان اور واجب الاحترام خانقاہ معلیٰ معمور ہے۔ پہلے ایک قدیمی معبد تھا۔ یہ مالوہ خاندان کے ایک راجہ پرورسین نے جو کہ دوسری صدی عیسوی میں کشمیر کا فرمانروا تھا تعمیر کیا تھا۔ اور چودھویں صدی بعد مسیح سرینگر میں ایک خاص مذہبی مرکز تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ راجہ پرورسین نے اسکی تعمیر میں زر کثیر صرف کیا تھا۔ اگرچہ اسلام حضرت سید شاہ ہمدان رضی اللہ عنہ تشریف آوری سے نصف صدی پہلے کشمیر میں انفرادی طور پر وارد ہوا تھا۔ لیکن نہ اسکی اشاعت عام تھی۔ اور نہ ان چند مسلمان افراد کو جو شاہی خاندان اور امراء پر مشتمل تھے۔ اسلام کے احکام واصول معلوم تھے چنانچہ بادشاہ وقت کے عقد میں ایک ہی وقت میں دو بہنیں تھیں۔ جو کہ تعلیم اسلام کے بالکل منافی اور مذہب فطرت کے مخالف ہے

شہمیری خاندان ملک پر حکمران تھا۔ شہاب الدین اپنے آباء کے تخت پر متمکن تھا۔ جنہوں نے اسے ان فسادات کے ایام میں اپنی ذہانت فہم وفراست ذہن وذکا تدبر اور اعتبار واعتماد سے حاصل کیا تھا۔ جن کے بادل سلطان صدرالدین کی وفات پر مطلع کشمیر پر بری طرح چھائے تھے۔ اور جنہوں نے افق سیاست کو تاریک بنایا تھا۔ صدرالدین کا اصلی نام ریچن تھا۔ اور ملک کا اولین شخص تھا جس نے

حضرت سید عبدالرحمن قلندر عرف بلبل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا تھا۔

ہمیں شک نہیں کہ بادشاہ اور چند درباری مسلمان ہو چکے تھے لیکن اسلام کے قوانین و اصول سے وہ عملاً ناآشنا تھے۔ سید عبدالرحمن مجذوب تھے اور اکثر استغراق اور محویت کی حالت میں رہتے تھے۔ دوسری طرف معبد مذکور کا پروہت شاہ پور عوام کی ذہنیت پر پوری طرح اثر انداز تھا۔ اور اس کے ہمہ گیر رسوخ کی وجہ سے بھی اسلام کی روشنی تھوڑی مدت کیلئے پھیل نہ سکی۔ ہندوؤں کے مذہبی راہنما برہمن شاہ پور کے دست و بازو تھے۔ اور حالات و واقعات کا تقاضا تھا کہ ایک علامہ صاحب دل صاحب رشد و رشادت مبلغ اسلام ان کے حرکات و سکنات کو اپنے زور ولایت سے روکے اسلام کی تعلیم سے روشنی پھیلائے۔ یہ ضرورت جناب سید السادات منبع الفیوض و البرکات سلالہ خاندان نبوی قدوہ دودمان مرتضوی بانی مسلمانی شاہباز لامکانی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی متوقع تشریف آوری سے پوری ہوئی۔

حضرت سید علیؒ جو شاہ ہمدان کے نام نامی سے مشہور ہیں۔ حضرت سید شہاب الدین کے ہاں ہمدان میں ۱۲ رجب ۷۱۴ھ پیدا ہوئے۔ ان کا زاد و بوم

اسوقت اسلامی علم و تہذیب کا گہوارہ تھا۔ نسب ماحول اور مناسب تربیت جو کہ اچھی تعلیم اور روحانی تکمیل کے ضروری عناصر ہیں۔ اس کے خاندان میں پشت در پشت موجود تھے۔ اور کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ وہ سن صغیر میں ہی ایک فاضل علامہ بن گئے۔ رائج الوقت تعلیم انہوں نے ہمدان میں ہی حاصل کی۔ اور عنفوان شباب میں ہی وہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول منطق، فلسفہ اور الٰہیات کے علامہ عصر بن گئے۔ عالی رتبہ سید کیلئے اتنا ہی کافی نہ تھا۔ انہوں نے پہلو بہ پہلو روحانی عروج اور تزکیہ نفس میں کامل مرشدوں اور اولیاء اکمل کے ارشادات کے ماتحت جو کہ ہمدان یا دوسرے مقامات میں اسوقت موجود تھے۔ کمال حاصل کیا۔ اور اسطرح ایک کامل و مکمل صوفی و مرشد بن گئے۔ ان کا شہرہ عالم اسلام کے دور دور ملکوں تک پہنچ گیا

جب تیمور نے سمرقند و ہمدان کو فتح کیا۔ تو ان لوگوں کیلئے جو سیادت کے مدعی تھے۔ اسکی یہ فتح "ھل من مبارز" سے کم نہ تھی۔ کیونکہ تیمور انکے اس احترام و تعظیم اور رسوخ کی وجہ سے جو ہر کہ و مہ سے انہیں حاصل تھا انہیں اپنے پھولوں کی سیج پر کانٹے تصور کرتا تھا۔ اور اس امر کا اسے یقین کامل تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے اسکی سلطنت جم نہیں سکتی۔ مدعیان سیادت سے

وہ کڑے امتحان کرتا اور نہایت سخت ثبوت مانگتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اکثر کو شہید کیا گیا۔ اور اکثر اس نارو ا اور غیر مناسب وجہ سے دوسرے ممالک کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ بعضوں نے اپنے دعاوی کو براہین و حجج سے ثابت کر دیا اور آزمائشوں میں پورے اترے

حضرت شاہ ہمدان رضؓ ان حضرات میں سے تھے۔ جو کہ اپنے دعوے کی حقانیت فضایل صوری اور کمالات معنوی سے ان ابتلاؤں میں ممتحن پر غالب آگئے لیکن اختتاج کی طور پر تیمور اور تاتاری امرا کی ناجائز حکمت عملی اور ناقابل برداشت اور نارو ا آزمائشوں کو بنظر استحقار دیکھتے ہوئے وطن سے مع اپنے چند مریدوں اور رشتہ داروں کے ہجرت کر گئے۔ سرزمین کشمیر ایسے حق پرست، صاحب عرفان حضرات کیلئے عطشان تھی تاکہ معرفت کی آبیاری سے شاداب ہو جائے۔ ان مہاجروں نے کشمیر کا رخ کیا۔ کیونکہ کشمیر اپنی طبعی حالات کے ماتحت ایک مامن تھا جو بیرونی حملوں سے محفوظ اور شدائد تاتار سے مامون تھا

اسطرح حضرت زبدۃ العرفاء قدوۃ الحجاء سالک مسالک شریعت وطریقت سیادت پناہ ولایت دستگاہ جناب حضرت سید شاہ ہمدان رضی اللہ عنہ اس خوشگوار وادی اور شہر سرینگر میں ۷۷۴ھ میں پہلے دفعہ تشریف فرما ہوئے۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ کہ اگرچہ اسلام انفرادی صورت میں کشمیر میں پہنچ چکا تھا لیکن ہنوز آفتاب حقیقت کی ضیا باری سے ملک پوری طور منور نہیں ہوا تھا۔

مذہبی وودواں لوگوں کا کافی اثر ورسوخ تھا۔ اور شاہ پور مت مذکرہ بالا معبد کا کوئی معمولی پروہت نہ تھا۔ بلکہ علم مذہب میں کامل اور یوگ شاستر میں ماہر تھا۔ اور کسی مبلغ اسلام کو اسکی طرف سب سے پہلے توجہ کرنا ضروری تھا۔ قدرتاً حضرت سید شاہ ہمدان رح کو بھی اسی سے مقابلہ ہوا۔ تائید غیبی فضائل علمی اور علوم مرتبہ کی وجہ سے حضرت سید شاہ ہمدان رح اپنے حریف پر غالب آئے اور شاہ پور بھی ان کی قدر و منزلت سمجھا ہوا بے درنگ انہیں کے دست حق پرست پر مسلمان ہو کر ستارہ آسمان ولایت بنا۔

یہ ان لوگوں کیلئے خوشنودی کا اشارہ تھا۔ جو اپنے مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ ہندو برہمنوں نے ہندو مت میں قیود و بدعات داخل کیں تھیں۔ جن سے عوام تنگ آ گئے تھے۔ ہزاروں مرد اور عورتیں اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اور انہوں نے زنار کاٹ کاٹ کر ایک انبار کی صورت میں خود معبد کے ہی صحن میں جلا ڈالے۔ معبد اسی وقت مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ اور اس کے پتھر بعد میں ایک صفہ کی تشکیل دینے میں کام آئے۔ اس صفہ پر نو مسلم اپنے پیر و مرشد سید شاہ ہمداں رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرنے لگے۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ

حضرت امیرؒ نے جناب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی جگہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت پائی۔ یہ جگہ جیسا کہ راج ترنگنی کا مصنف لکھتا ہے مدتوں سے پاک معبد رہی ہے گو وہ ایسے کسی خاص فرقہ کی طرف منسوب نہیں کرسکا* جیسا کہ حضرت امیرؒ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں۔ اور حضرت میر محمد ہمدانیؒ وقف نامہ میں ذکر کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ اس رسالے میں پہلے لکھا جاچکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ ہی میں موجودہ خانقاہ معلی کی بنیاد ڈالی۔ اور حد بندی کی۔ اسی بنیاد پر صفہ تعمیر ہوا اسی پر اسوقت خانقاہ فیض پناہ قایم ہوا اسطرح کشمیر کی سب سے پہلی واجب الاحترام اور عظیم المنزلت مسجد کی بنیاد پڑی صفہ کے اوپر کی تعمیر اگرچہ بعد کے ایام کا کام ہے جس میں کہ اقتضای زمانہ کے ساتھ ساتھ ترمیم کی گئی۔ صفہ کی بنا کے بعد حضرت امیرؒ یہاں سے تشریف لے گئے۔ ۷۸۱ھ مطابق ۱۳۷۸ء میں دوسری بار تشریف لائے۔ اور تیسری اور آخری دفعہ ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء میں اس ملک کو پھر انوار رشد و ہدایت سے منور فرمایا۔ اس وقت قطب الدین فرزند شہاب الدین کشمیر کا حکمران تھا۔

حضرت سید کے قابل اور لائق و فائق فرزند جناب سیادت پناہ میر سید محمد ہمدانیؒ اپنے والد ماجد کے ارشاد کے موجب ۷۹۶ھ مطابق ۱۳۹۴ء

میں تین سو سادات کرام کو ساتھ لیکر سلطان قطب الدین کے بیٹے سلطان سکندر کے عہد حکومت میں کشمیر تشریف فرما ہوئے۔ سلطان سکندر کا وزیر سہ بٹ متعصب اور کٹر ہندو تھا۔ اور باوجود اکثر علما و فضلا دیکھنے کے ابھی مسلمان نہ ہوا تھا۔ لیکن جب حضرت میر سید محمد ہمدانی رضؓ کو دور سے ہی دیکھا۔ تو یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کیا " کہ آج تک میں فقط اسلام کی بو سے آشنا تھا۔ آج اسلام کا روشن چہرہ دیکھکر دل متجلی ہوا تو اسکو قبول کرتا ہوں " ایک مومن جہاں کہیں بھی ہو تبلیغ اسلام اپنا مقصد زندگی تصور کرتا ہے اور اسکی اشاعت کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک ہر قسم کی نجات کا واحد ذریعہ اسلام ہے۔ سہ بٹ یعنی ملک سیف الدین جو ایک سرگرم مسلمان بن گیا تھا۔ اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں ہو سکتا تھا اس نے اپنے سابقہ ہم خیال فرقہ کی بہترین خدمت یعنی اسلام کی اشاعت میں پورے جوش کا اظہار کیا۔ مسلمانوں در اسلام نے تمام بنی نوع انسان کو آزادی اخوت اور مساوات کا درس دیا۔ اور ساتھ ہی عرفان کے دروازے کھول دئے۔ انہوں نے بنی نوع انسان کی فلاح و نجات اور خدمت خلق کا واحد ذریعہ ان لوگوں میں جن کے ساتھ انہیں سابقہ ہوا۔ اسلام کی سادہ اور الہامی تعلیم کو پھیلانا سمجھ لیا تھا۔ وہ تین سو سادات مع ان اولیاء کرام اور علماء عظام کے جو کہ حضرت امیر رضؓ کے بعد

یہیں متوطن ہو گئے تھے۔ حقانی مبلغوں کی ایک جماعت کثیر بنی۔ یہ ملک کے کونے کونے میں بھرے اپنی پاکیزگی براہین اور علو مرتبہ سے انہوں نے لوگوں کو دائرہ اسلام میں لانے کا بڑا کام کیا۔ نومسلمین ان کے سچے پیرو بن گئے تبدیل مذہب کے ساتھ ساتھ اپنی مرضی اور خواہش سے اپنے معبدوں کو مسجدوں میں تبدیل کرتے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ سلطان سکندر نے مبلغوں کی جاگیرات وظائف اور حق الخدمت عطا کرنے سے حوصلہ افزائی کی۔ عام اور غلط الزام۔ کہ سلطان سکندر نے لوگوں کو تبدیل مذہب کیلئے مجبور کیا۔ تاریخی واقعات کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ اس نے صرف مبلغوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اور لوگوں کو اپنا آبائی مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ ایسے فعل کا ارتکاب سراسر خلاف تعلیمِ اسلام ہے لا اکراہ فی الدین آیت کلام اللہ اس پر حاوی ہے حضرت میر سید محمد ہمدانی نے سب سے پہلے خانقاہ معلے کو ۷۹۸ ہجری میں تعمیر کیا۔ بادشاہ نے گرانقدر رقومات عطا کیے۔ اگرچہ تمام لاگت حضرت میر نے اپنے خاص جیب سے ادا فرمائی۔ وہی صفہ بنیاد کے کام آیا۔ جو اس کے والد ماجد نے ارشاد نبوی صلعم کے ماتحت قائم فرمایا تھا۔ اگرچہ اصلی بنیاد میں آجتک کوئی تبدیلی و ترمیم نہیں ہوئی۔ لیکن گذشتہ ۵۶۰ سال میں

مسجد کے بالائی حصہ میں اکثر مرمت و تجدید ہوتی رہی

اولین تعمیر یعنی حضرت میر کی تعمیر کے ستاسی سال بعد خانقاہ

معلے کا بام بالائی حصہ وقوع آتش سے شہید ہوا۔ ۸۸۵ھ ہجری میں بادشاہ وقت

کی فراخدلی سے از سر نو تعمیر ہوا۔ اسوقت کے مجاوران عقیدتمندانہ مساعی سے

تبرکات اور مسجد کا زیریں حصہ محفوظ رہے۔ سلطان محمد شاہ کے زمانہ میں فرقہ شیعہ

نے رسوخ حاصل کیا تھا۔ اور کاجی چک نے زیر اعظم نے دیگر شیعہ سر آوردہ امراء کے

ساتھ سازش کر کے مسلمانوں کے مرکز خانقاہ معلی کو کنج خمول میں رکھنے کی غرض سے

تجدید تعمیر کا ڈھونسلا کھڑا کر کے بادشاہ کو اس کے گرانے کا مشورہ دیا۔ ساتھ ہی

جدی بل میں عامۃ المسلمین کی توجہ اسطرف پھرانے کیلئے ایک امام باڑہ تعمیر کرایا۔ عمداً و

قصداً خانقاہ معلی کی تجدید تعمیر کی تجویز کو دو سال تک ملتوی رکھدیا۔ بادشاہ

اس سازش سے ناواقف ہونے کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا

تھا۔ اس نے کبھی اسکی اس حرکت پر باز پرس نہ کی۔ لیکن ملکہ بی بی صاحب کاجی چک

کی صبیہ نے سازش کو تاڑلیا۔ اور بغیر کسی پس و پیش کے خانقاہ معلی کی تجدید تعمیر

کا تہیہ کر لیا۔ اس کنیز خدا اور پارسا ملکہ نے اپنے تمام زیورات و جواہرات کو فروخت

کیا۔ اور انہیں کی قیمت سے مسجد کی تعمیر شروع کی۔ اس مردانہ ہمت اور گرم جوشی

سے جو اس پارسا ملکہ نے ظاہر کی۔ اہل تشیعہ کی ان تمام سازشوں کا جو کہ خانقاہ معلی کی وقعت کم کرنے کیلئے اور اسطرح جڈی بل کے امام باڑہ کو اسلامی مرکز بنانے کیلئے کر رکھیں تھیں۔ تار و پود بکھیر کر ان کے تمام کارستانیوں کو بے اثر کر دیا۔ بی بی صالحہ نے اسوقت خانقاہ معلی کی تعمیر میں دوسری منزل کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح آنے والی نسلوں کیلئے سہولت اور آسایش کا سامان بہم پہنچا دیا جزاھا اللہ خیر الجزا۔ ۱۱۴۶ھ میں پھر خانقاہ معلی دیرینہ بنیاد اور زیریں حصہ پر نو تعمیر ہوا۔ چاشت کے وقت کسی نامعلوم سبب سے روز روشن اس کے کلس میں آگ نمودار ہوئی۔ نواب ابوالبرکات خان مغل صوبدار کشمیر نے اس دفع اسکی تجدید کا کام خود ذمہ لیا۔ زیریں حصہ اور بنیاد قدیم پر ہی اس نے خانقاہ معلی کی تجدید تعمیر کی موجودہ تعمیر کہیں کہیں خفیف ترمیم و تبدیل کے ساتھ وہی تعمیر ہے۔ شمالی اور جنوبی دیواروں میں حجرہ جات اور بیچ کے چار عظیم الشان بید ستون جن پر کہ بام کھڑا ہے حضرت میر سید محمد ہمدانی کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت میر سید محمد ہمدانی نے جہاں کہیں خانقاہ تعمیر فرمائے۔ ایسی کوٹھریاں اپنے احباب کے اذکار و افکار کیلئے ان کے ساتھ ہی بنوائیں۔ کیونکہ ان کے ساتھی سادات کرام کا ابتدائی ایام میں سوائے خانقاہ معلی کے کوئی خانہ مان نہیں تھا۔ انہی حجروں میں رہا کرتے تھے۔ اور شب و روز

عبادت و وظائف میں مشغول ہوتے تھے۔ خانقاہ نزال میں جو کہ حضرت میر سید محمد ہمدانیؒ کے وقت کی تعمیر ہے یہ کوٹھریاں بجنسہ موجود ہیں۔ خانقاہ معلی کی شمالی دیوار کا اوپر والا حجرہ جو کہ حضرت امیر کبیرؒ کے وقت کا بنا ہے اور جہاں حضرت امیر کبیرؒ اوراد و اذکار میں مشغول ہوتے اور تجلیات ذاتی و صفاتی سے مستفیض ہوتے تھے۔ سب سے قدیمی ہے اور اسکو حجرہ خاص کے نام سے موسوم کر کے متبرک اور مقدس تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے باہر ایک چوبی الماری میں دو علم مبارک ہیں جنکا تذکرہ تبرکات کے سلسلہ میں اسی رسالے کے اخیر پر درج ہے۔ ان کو بھی مقدس تصور کیا جاتا ہے

بعد کے ایام میں خضر خان پٹھان ناظم نے خانقاہ معلی کے اندرونی چاروں دیواروں پر سنہری حروف میں عربی دینی اور الہامی عبارات کندہ کرائے۔ اسلامی فن تعمیر میں ان آیات و عبارات کی کندہ کاری اپنی دلربائی اور مسحور کن زیبائی سے سبقت لے گئی ہے۔ ان آیات و عبارات میں سب سے زیادہ حصہ حضرت امیر کبیرؒ کے اس مجموعہ پر مشتمل ہے جس کو اَوراد فتحیہ کہتے ہیں جس میں خدا کی وحدانیت بہترین صورت میں پیش کی گئی ہے۔ اور توحید اسلامی کا بہترین مرقع ہے۔ باقی حصہ پر حضرت محبوب سبحانی معشوق یزدانی غوث صمدانی جناب شیخ سید عبدالقادر جیلانیؓ کی تالیف درود کبریت احمر۔ اور اوراد عصریہ و آیات قرآنی

کندہ ہیں۔

خانقاہ معلی کی تعمیر میں معمولی مرمتیں سنہ ۱۲۱۸ و سنہ ۱۲۳۴ و سنہ ۱۳۰۴ و سنہ ۱۳۲۴ ہجری میں عمل میں آئیں۔ سنہ ۱۲۱۸ میں افغان ناظم سردار عبداللہ خان نے بام کی مرمت درست کی۔ لوگوں سے بھی اس نے اس کیلئے چندہ وصول کیا۔ جیب خاص اور خزانہ شاہی سے بھی پوری امداد دی۔ سنہ ۱۲۴۳ میں عام مسلمانوں نے چندہ کیا اور سنہ ۱۳۰۴ میں نواب احسن اللہ خان ڈھاکہ نے گرانقدر عطیہ سے مرمت میں امداد دی ان تمام مرمتوں کا باعث زلزلوں کے نقصانات تھے۔ سنہ ۱۳۲۴ میں مفتی عبدالرحیم نے جو کہ مستغنی صوفی تھے۔ بام شریف کی مرمت کا کام اپنے جیب سے انجام دیا۔ ایک کشمیری خواجہ غلام صمدانی مقیم پشاور نے بھی اس موقعہ پر کافی امداد دی۔ وقتاً فوقتاً اور بھی تجدید و ترمیم عمل میں آئے۔ مختلف روغنوں سے چھت اور دیواروں کو رنگین کیا گیا۔ قلیل عرصہ گذرا کہ ایک سنگ فرش بھی بچھایا گیا۔ یہ ترمیمیں یا تو عوام کے چندے سے ہوئی ہیں۔ یا ان دوکانات و مکانات کے کرایہ سے جو کہ خانقاہ معلیٰ کیلئے وقف ہیں۔

مندرجہ بالا حالات نامکمل رہینگے۔ اگر اوقاف کے بارے میں خاموشی برتی جائے۔ سنہ ۷۹۸ میں جبکہ حضرت میر محمد ہمدانی رض نے خانقاہ کی تعمیر

شروع کی۔ سلطان سکندر نے تین مواضع وچی۔ نونہ ونی۔ اور ترال خانقاہ معلی کے روزانہ اخراجات اور لنگر کیلئے مقرر کر دئے۔ سلطان نے ایک لعل بدخشان بھی جناب میر سید محمد ہمدانی رح سے حاصل کیا۔ سلطان سکندر کا پروانہ حسب ذیل ہے :-

"بنابریں کمترین خادم سادات کرام و مشائخ عظام سکندر شاہ
سہ قریہ از قریات کشمیر مثل وچی از پرگنہ شاہ ور۔ نونہ ونی از پرگنہ مارتنڈ
و ترال از پرگنہ اولر وقف خانقاہ جناب سیادت پناہ قدوۂ اہل ہدایت.
پور نبوت منبع علم و معرفت ثانی سلمانی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی
قدس اللہ سرہ الاقدس معہ قطعہ اراضی کہ آن خانقاہ معلی مبنی بر آں است۔ و
زمینے کہ در حوالی آن برای عبادت و سجدات عباد الصالحین از مالکان خریدہ
و حاصل نمودہ۔ بہ بدل یک لعل بدخشان کہ جناب ولایت پناہ
امیر سید محمد بن علی الہمدانی رض باین خادم برای خرچ
تبرکاً عنایت فرمود۔ و آں سہ قریہ مذکورہ اراضی مسطورہ برای معبد
خاص و عام وقف کرد"

اس وقف نامہ میں کہ حضرت میر سید محمد ہمدانی رض نے بر موقع تحریر فرمایا

پروانہ مندرجہ بالا کی تصدیق کر لینے کے علاوہ اوقاف کی آمدنی صرف کرنے کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلامی پیشواؤں اور مغلوں کے طرز عمل میں کسقدر خلوص ہے۔ وقف نامہ یہ ہے:-

"حسب الخواہش و الالتماس سلطان امارت نشان بہ صفہ کہ والد بزرگوار حسب الفرمود جد الیمقدار بنا نمودہ بود۔ خانقاہے قایم ساخت۔ وبرای آن وقف خاص کردہ موضع وچی از پرگنہ شاہ درہ۔ وقریہ لونہ ونی از پرگنہ مارٹنڈ و قصبہ بیرہ ال از پرگنہ اولر تا متمکنان و مجاوران خانقاہ محفوظ و محظوظ شوند۔ وبمہ اصلاح ورع اقدام نمایند۔ فقرا و مساکین و صالح و اتقیا و صدیقین فالح از ثمرہ الے شجرہ محمود باشند۔ ومنزویان آن بقعہ بحضور لی مع اللہ وقت موصول باشند۔ برادر ارشد امجد مولانا محمد سعید طال اللہ عمرہ تا دران بقعہ متصرف باشد۔ وبر احوال اعمال سکنان و مسافران باخبر باشد۔ بزرگان را خادم۔ کہتر انرا برادر۔ و یتیمانرا پدر باشد۔ ونفع جمیع دیہات را ناظر و حافظ و ناصر و متفحص باشد واگر از درویشے نعوذ باللہ منہا ذلتے یا تقصیرے واقع شود آنرا یک بار یا دو بار عفو کند۔ واگر سوم بار آنچنان عبد او را زجر و منع کند۔ بلکہ او را از خانقاہ اخراج

کند نیز برہگانرا بپوشاند - وگرسنگانرا اسیر گرداند "

قریباً ایک صدی تک ان ہدایات کے عین مطابق انتظام چلا - جس کے بعد بدنظمی کا آغاز معلوم ہوتا ہے - کیونکہ ۸۵۹ھ ہجری میں سلطان حسن سلطان سکندر کے پڑپوتے کو گرد و نواح کی اراضیات پھر خریدنا پڑیں - جس سے ظاہر ہے کہ لوگوں نے اسپر غاصبانہ قبضہ کیا تھا - اور پھر سلطان محمد شاہ کی ملکہ صالح بی بی کو ۹۰۸ھ میں حوالیات پھر خرید کر وقف نامہ لکھنا پڑا - جس پر اس نے اپنے خاوند سے مہر تصدیق ثبت کرائی - یہ وقف نامہ سید محمد متولی کے سپرد کیا گیا - آخری وقف نامہ کے بارے میں کہا جا سکتا ہے - کہ یہ چکوں کی دراز دستیوں اور خانقاہ فیض پناہ کے خلاف انکی سازشوں کو روکنے کیلئے یا پرانے وقف نامہ کی تجدید کیلئے جس کی ممکن اہمیت کم ہوگئی تھی لکھا گیا -

۹۷۱ھ میں چک حکمران حسن شاہ نے خانقاہ معلٰے کے جاگیرات کو ضبط کرنا چاہا - لیکن اکبر جلال الدین کے تنبیہ کن فرمان نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا - شہنشاہ اورنگزیب نے جاگیر کو نصف کر دیا - کیونکہ سیف خان نے جسکو کہ وقف کی بدنظمی میں تحقیقات کرنیکے پورے اختیارات دئے گئے تھے ایک تحقیقاتی رپورٹ پیش کی - اور خانقاہ معلٰے کی ضروریات کو کم دکھایا -

اپنے تحقیقات کی بنا پر اس نے فیصلہ کیا۔ کہ ادائیگی اخراجات براہ راست خزانہ عامرہ سے نقد ہونی چاہیئے۔ افغانوں کے عہد حکومت میں خانقاہ معلی کے اخراجات کیلئے دو ہزار روپیہ سالانہ منظور کئے گئے۔ یہ طریقہ سکھوں کے عہد تک جاری رہا۔ جنہوں نے جاگیر کو بکلی ضبط کرلیا۔ سکھوں نے اس اسلامی یادگار کو کالعدم کرنیکی ٹھانی۔ لیکن چند بارسوخ رؤسا کی وجہ سے وہ اپنے فعل قبیح کے مرتکب نہو سکے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانے میں قاضی یعقوب شاہ سفیر یارقند اپنے آپ کو حضرت سید شاہ ہمدان رضی اللہ عنہ کے اولاد سے ظاہر کر کے حکومت برطانیہ سے سالانہ بارہ ہزار روپیہ کی پنشن حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس غرض کیلئے اس نے معتبر دستاویزات کے نقول خانقاہ معلی سے بجالاکر حاصل کیئے۔ اس کے ذریعہ حکومت یارقند اور حکومت برطانیہ کے مابین سیاسی امور بھی اسی بنا پر طے پائے گئے۔ جو کچھ اب ان تمام متروکات میں سے جو کہ اس زیارت عالی کے قبضہ میں بھے رہا ہے۔ بہت حقیر و بیہیچ ہے۔ اور باوجود ان تمام انقلابات کے خانقاہ فیض پناہ اپنے معمولی اخراجات کیلئے محتاج نہیں۔ بلکہ خود اُن کا کفیل ہے۔ کسی بڑی مرمت کے اخراجات ضروری ہوں۔ اسوقت مسلمانوں کی فراخدلی اور عقیدت بے نظیر ثابت ہوتی ہے

حضرت امیر کبیرؒ چند مقدس تحریریں جنکو کہ تمام مسلمان جب وہ انہیں تعظیم اور متبرک خیال کرتے ہیں۔ مسلمانان کشمیر کی طمانیت قلب اور تسکین روح کیلئے چھوڑ گئے۔ وہ کثیر التعداد تصانیف جو ان کے قلم سے نکلے۔ تصوف کا بہترین ذخیرہ ہیں بعض انمیں سے چھاپ ہو کر شایع ہوئے ہیں۔ اور اکثر ہاتھ سے لکھی ہوئی نقلیں کشمیر کے معزز خاندانوں کے کتب خانوں کا سرمایہ تبرک رہتے ہوئے کیڑوں کی خوراک بہم پہنچا رہی ہیں۔

حضرت امیر کبیر رضی اللہ عنہ کا غیر فانی تبرک اوراد فتحیہؒ ہے جو کہ عربی میں ایک رسالہ ہے۔ ہمیں خدا کی وحدانیت کے بارے میں تشریحات اور خدای واحد کے صفات کی تفصیل ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے خانقاہ معلی اس وقت حضرت امیر کبیرؓ کے قیام کا ایک نقشہ پیش کرتا ہے جبکہ ہر صبح و مسا مسلمان بیک حلقہ اونچی آواز میں ترتیل کے ساتھ وہاں اوراد فتحیہ پڑھتے ہیں۔ شاہ ہمدان ؒ نے مسلمانوں کو زیر ارشادات نبوی صلعم جہراً اوراد فتحیہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ بعض کوتہ اندیش مسلمان آجکل جہراً پڑھنے کے مخالف ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ آجکل کی مادہ پرست دنیا کے مسموم اثرات سے بیخبر ہوتے ہوئے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔

دیگر تبرکات دو ہیں۔ ایک وہ ستون مبارک جو حضرت احمد مجتبیٰ ص
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں جہاد بدر کے روز نصب تھا۔ اور جو کہ
حضرت رسالتمآب ص کا تکا بنا تھا۔ اور دوسرا علم رسول ص ہے۔ یہ تبرکات
حضرت سید شاہ ہمدان رح نے شیخ محمد آذکانی رض سے حاصل کئے۔ جنکو کہ اپنے
مرشد حضرت علاء الدولہ سمنانی رح سے حاصل ہوئے تھے۔ اسطرح یہ تبرکات جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل و معنعن آخر کار حضرت علی ثانی امیر کبیر میر سید علی ہمدانی
پہنچے۔ جن کے ارشاد سے کشمیری مسلمانوں کی تشفی کیلئے انہیں خانقاہ فیض پناہ میں رکھا
گیا۔ یہ فخر الدین ماگری کے قسمت میں تھا جس نے جناب سید شاہ ہمدان رضی اللہ عنہ کے
وصال پر پکھلی میں انہیں حاصل کرکے کشمیر پہنچا دیا۔ دفع بلیات ارضی و سماوی کیلئے
جب مسلمانان کشمیر عیدگاہ میں نوافل ادا کرنے جاتے ہیں۔ تو انہیں بہ اتباع سلف کرام
و مشائخان عظام حصول نصرت و برکت کیلئے بصد احترام و اعزاز اپنے ساتھ لیجاتے
ہیں۔ ان کے معجز نما اثرات ہمیشہ تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں۔

خانقاہ معلی سیاحوں کیلئے عموماً اور مسلمانوں کیلئے خصوصاً ایک مقناطیسی
کشش رکھتا ہے۔ بڑے بڑے ادیب۔ علماء۔ صوفی۔ مصنف اور شعرا مثل حضرت
سید نورالدین جعفر بدخشی رح حضرت شیخ قوام الدین بدخشی رح جامع الکمالات صوری

ومعنوی حضرت شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ حبیب اللہ نوشہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا اکمل الدین بیگ خان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ فخرالدین عبدالوہاب نوری رضوان اللہ علیہم اجمعین اس متبرک مسجد کی تعریف و توصیف کر چکے ہیں۔ ملا محسن فانی کے ایک قصیدہ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں!

ثانی علی بانی اسلام وہدایت | کو کردہ بچل خانہ بہ یک شام چل اظہار
این ہا بہ کہ بر مملکت شاہ جہان است | ہست از علم سید دین مرشد احرار
گر استن خانہ ثانی کہ بہ بینی | بنگر علم دست علی حیدر کرار
این خلعت اخلاص کہ پوشید ز اخلاص | در پیرہن خضر نماید چو قدیار

جیسا کہ ان ابیات سے ظاہر ہے کہ مغل شہنشاہ بھی اس متبرک زیارت کے ساتھ عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ کس عقیدہ سے شہنشاہ نے تبرکات کیلئے خلعت بھیجدئے ہیں

موجودہ زمانے کا فلسفی شاعر ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر کبیر رضی اللہ عنہ کی شان میں یوں لکھتے ہیں!

سید السادات سالار عجم | دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ہو گرفت | ذکر و فکر از دودمان او گرفت

مرشد آں خطۂ مینو نظیر　　میر درویش و سلاطین را مشیر

خطہ را آں شاہ دریا آستیں　　داد علم و صنعت و تہذیب و دیں

آفرید آں مرد ایران صغیر

با ہنرہائے غریب و دلپذیر

آخر میں مؤلف اپنے قارئین کرام سے تمام فرو گذاشتوں کیلیے معافی کا خواستگار ہے ؏

سعد الدین عفی عنہ

رباعی

ناقوداد کلام منیزی که حضرت ... گفته

دانی که منم مدام مست ای جان

نامردان عشق و مدام مست ای جان

دیگر که غم از دل که مدام مست ای جان

باز دم که مدام با یار مست ای جان

رباعی

شمع رخ خوب تو و پروانه منم
ویلی بس نغمه‌های تو بیگانه منم
زنجیر سر زلف که در گردن تست
بر گردن من نه که دیوانه منم

رباعی

دل نقش حقیقت است از او بیش ببین
در کسوت لوح صورت دوست ببین
هر جا که ز آتش زبان ها بشنوی داود
با سایه نور او دست یا او دست ببین

رباعی

یارا اگرت رضای دلبر باید
آن باید کرد آنچه او فرماید
گر گوید دل بده مگو از چه سبب
ور گوید جان بده مگو کی باید

رباعی

مردان رهش زنده بجان دگرند
مرغان هوس ز آشیان دگرند
منگر تو بدین چشم بدیشان کایشان
بیرون ز دو کون از جهان دگرند

بفرمائش

پیر علی شاہ صاحب شافی ہمدانی

زیر نگرانی

پیر شمس الدین صاحب کاملی ہمدانی

پیر غلام محی الدین صاحب نوری نے

شایع کیا۔

باہتمام سردار سریندر سنگھ صاحب منیجر برو کا پریس میں چھپکر پیر غلام محی الدین صاحب نوری
نے خانقاہ معلیٰ سرینگر سے شایع کیا۔